(۴۳)

نئے سال کیلئے جماعت احمدیہ کا پروگرام

(فرمودہ ۳۔ جنوری ۱۹۳۰ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج کے خطبہ میں بعض اور باتیں بیان کرنا چاہتا تھا لیکن ایک تو اس وجہ سے کہ صبح سے میری طبیعت کچھ خراب ہے اور دوسرے اس خیال سے کہ یہ جمعہ نئے سال کا پہلا جمعہ ہے ہمیں اس موقع پر خوشی اور شکر کے جذبات کا ہی اظہار کرنا چاہئے اور ایسے امور کو جو تکلیف دہ ہوں کسی دوسرے وقت کے لئے اُٹھا رکھنا چاہئے میں نے اپنا خیال ترک کر دیا۔ پس میں پہلے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایک اور سال کے ختم کرنے کی توفیق عطاء فرمائی اور اس کے خاتمہ پر جماعت کو نمایاں ترقی بھی عطا کی۔ کیونکہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہی چھ سَو سے زیادہ احباب نے بیعت کی ہے۔ ذاتی طور پر بھی باوجودیکہ پچھلے سال میری طبیعت خراب رہی۔ اس جلسہ کے بعد مَیں ایسی کوفت محسوس نہیں کرتا جو انسان کو نکمّا کر دیتی اور اس کی قوت کو باطل کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ[1] یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں اپنی نعمتیں تم پر زیادہ کروں گا۔ اس نے ہمارے عملوں اور کوششوں سے بہت بڑھ کر ہمیں ترقی عطاء کی ہے اور باوجود سخت مشکلات، سخت مصائب اور مخالفتوں کے جماعت کا قدم پیچھے نہیں ہٹنے دیا اور باوجودیکہ اس سال لوگوں کو رخصتیں ملنے میں بہت سی دقتیں پیش آئیں پھر بھی جلسہ پر پچھلے سال سے حاضری قریباً پانصد زیادہ رہی۔ یعنی پچھلے سال مہمانوں کی کُل تعداد خوراک کی پرچیوں کے لحاظ سے سولہ ہزار آٹھ سَو

پچاسی تھی لیکن اس سال ۱۷ ہزار تین سَو سولہ۔ پس اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ترقی کرنے کا موقع دیا۔ اسی تسلسل میں مَیں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ احبابِ جماعت کو چاہیئے اگلے سال میں خدا تعالیٰ کے شکر یہ کے طور پر اپنی دینی کوششوں میں اور بھی وسعت پیدا کریں۔

میں نے جلسہ کے موقع پر بھی اعلان کیا تھا کہ ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ اگلے سال میں کم از کم ایک نیا احمدی اپنے رتبہ اور علم کا بنانے کی کوشش کرے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کو نظر انداز کر دیا جائے بلکہ ان میں بھی جہاں تک ہو سکے تبلیغ کو جاری رکھا جائے لیکن اپنے رتبہ اور حیثیت کا ایک ایک آدمی جماعت میں داخل کرنے کی کوشش ضرور کی جائے تا امراء اور غرباء دونوں میں تبلیغ کا سلسلہ برابر جاری رہے۔ یہ ایسا عمل ہے کہ اگر جماعت اس میں پوری کوشش سے کام لے تو چند سال میں ہی بہت ترقی کر سکتی ہے۔ اور اس سے وہ حصہ بھی جو کمزور یا میدانِ عمل سے پیچھے ہٹنے والا ہے ابتلاؤں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے کیونکہ جماعت کی ترقی کے ساتھ مالی حالت بھی اچھی ہوتی چلی جائے گی اور وہ لوگ جنہیں مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:۔

''اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُر خار بادیہ درپیش ہیں جن کو مَیں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اُٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سبّ وشتم سے' نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے''۔[۲]

وہ بھی راستہ کی سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے چلنے کے قابل ہو جائیں گے۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اُٹھاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسے لوگ ضرور ہی علیحدہ ہو جائیں یا انہیں علیحدہ کر دیا جائے۔ آپ نے صرف مشکلات سامنے رکھ دی ہیں تا جو ان کی برداشت کی طاقت اپنے اندر نہ پاتے ہوں علیحدہ ہو جائیں۔ لیکن ان کو دیکھتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص شامل رہنا چاہتا ہے اور آگے بڑھنے کی آرزو اپنے دل میں رکھتا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے۔ جماعت کے بڑھ جانے سے ایسے لوگوں کے لئے بھی سہولتیں مہیا ہو جائیں گی۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ رسول کریم

ﷺ کے زمانہ میں منافقین کی جو کثرت تھی وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نظر نہیں آتی۔ کیا اس کی یہ وجہ ہے کہ ان کے زمانہ میں کوئی ایسی خصوصیت تھی یا ان کے اندر ایسی روحانیت تھی کہ کوئی شخص منافق نہ رہا۔ نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں بہت سہولتیں مسلمانوں کو حاصل ہو چکی تھیں۔ رسول کریم ﷺ کا زمانہ ابتلاء اور مشکلات کا زمانہ تھا۔ جس کی وجہ سے کمزور لوگ پیچھے ہٹنا چاہتے تھے لیکن انسان کے اندر خدا تعالیٰ نے شرم و حیاء کا ایک ایسا مادہ رکھا ہے کہ وہ پیچھے ہٹنے سے ہچکچاتا بھی ہے اس لئے ایسے لوگ اپنے پیچھے ہٹنے پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے اور منافقت سے کام لیتے تھے۔ پھر یہ بھی انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ اکیلا پیچھے ہٹ کر نکو بننا نہیں چاہتا اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ میں اور لوگوں کو بھی ساتھ شامل کر لوں تا جماعت ہو جانے سے ندامت میں کچھ کمی ہو جائے لیکن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا زمانہ ترقیات اور ترفّہ کا زمانہ تھا۔ اگرچہ کچھ تکلیفیں بھی تھیں لیکن وہ بات نہ تھی جو رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں تھی اس لئے جو لوگ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں منافق تھے۔ وہ ان کے زمانہ میں مومن ہو گئے۔ کئی لوگ غلطی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے تمام منافق مار دیئے تھے۔ مگر واقعی یہ بات ہوتی تو قرآن، احادیث اور تاریخ اس کے متعلق خاموش نہ ہوتیں۔ آخر جو مارے گئے وہ دوسروں کو بھی نظر آتے ہوں گے پھر کیا وجہ ہے کہ کسی نے ان کے مارے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ مگر ہمارے پاس اس بات کے غلط ہونے کا ایک یقینی ثبوت بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے رسول کریم ﷺ کی وفات پر فرمایا آپؐ ہرگز فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی فوت ہو سکتے ہیں جب تک کہ سارے منافقین اور کافروں کا صفایا نہ ہو جائے [۳] پس یہ گواہی بتاتی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی منافقین موجود تھے۔ اس کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ ایک صحابی کی روایت ہے جب کوئی شخص فوت ہوتا تو ہم یہ دیکھتے تھے کہ حذیفہؓ اس کے جنازہ میں شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر حذیفہ شامل ہوتے تو ہم بھی اس کا جنازہ پڑھ لیتے اور اگر وہ شامل نہ ہوتے تو ہم بھی نہ ہوتے۔ کیونکہ حذیفہؓ کو کافروں اور منافقوں کا علم حاصل کرنے کی ایک دھت تھی اور وہ رسول کریم ﷺ سے منافقوں کے نام بھی دریافت کر لیتے تھے۔ [۴] اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی منافق موجود تھے لیکن ان کی وہ کثرت نظر نہ آتی جو ابتدائی زمانہ میں تھی۔ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس ترفّہ کے زمانہ میں ان منافقین

کی حالت میں تغیر پیدا ہو گیا اور سوائے شیعوں کے جو سب صحابہؓ کو ہی منافق کہتے ہیں کوئی اور مسلمان کسی صحابیؓ کو منافق قرار نہیں دیتا۔ اور احادیث کی صداقت کو پرکھنے میں اس کے راویوں کے متعلق ہرگز یہ سوال نہیں ہوتا کہ فلاں صحابی منافق تھے یا مومن بلکہ صحابی ہونا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ترقّہ کے ساتھ سُست لوگ بھی اپنی منافقت کو ترک کر کے پورے مومن بن جاتے ہیں۔ اگرچہ بعد کے زمانہ میں پھر منافق پیدا ہو گئے تھے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت صرف ترقّہ ہی ترقّہ رہ گیا تھا اور مشکلات بالکل نہ رہی تھیں۔ اور منافق یا تو سخت مشکلات کے زمانہ میں نکلتا ہے یا بالکل امن کے زمانہ میں۔ جب امن اور مشکلات دونوں ہوں اُس وقت منافق نہیں ہوا کرتے۔ پس احباب جماعت کو ترقی دینے کی کوشش کریں۔ شاید کہ اللہ کے فضل سے جماعت کی ترقی کے ساتھ وہ لوگ بھی جو مصائب برداشت نہیں کر سکتے درست ہو جائیں اور اس طرح ہمیں دہری ترقی نصیب ہو۔ یعنی بہت سے لوگ باہر سے آ کر شامل ہوں اور بعض اندر سے ہی ٹھیک ہو جائیں۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اندر سے ترقی کر کے آگے آنے والا بھی کچھ کم قابلِ قدر نہیں ہوتا بلکہ باہر والے سے زیادہ قدر کے لائق ہوتا ہے۔ یہ بات قطعاً غلط ہے کہ منافق کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے متعلق ایک وقت مجھے حقّ الیقین تھا کہ وہ منافق ہیں۔ لیکن آج ویسا ہی حق الیقین ہے کہ وہ مومن ہیں اور سچے مومن ہیں انہوں نے اپنی اصلاح کر لی۔ پس نئے سال کے لئے میں جماعت کے سامنے پروگرام رکھتا ہوں کہ وہ اس سال میں اپنے رُتبہ کا کم از کم ایک آدمی احمدی جماعت میں داخل کرنے کی کوشش کریں جو اس سے زائد کریں گے وہ زیادہ اجر کے مستحق ہوں گے مگر اس قدر تو ضرور ہونا چاہئے۔ اور چونکہ یہ کام ساری جماعت سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس میں خود کوشش کرنے کے ساتھ دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کرتے رہنا چاہئے اور دوسروں سے پوچھتے رہنا چاہئے کہ تم نے اس کام کے لئے اپنا نام لکھوایا ہے یا نہیں تا ہر ایک اس کام میں لگ جائے اور ہر ایک خیر کا محرّک اور آسمانی فرشتوں کا نمائندہ بن سکے اور آئندہ سال میں جماعت نمایاں ترقی کر سکے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں نیک ارادوں کی توفیق عطا فرمائے اور پھر انہیں پورا کرنے کی بھی طاقت دے۔ آمین

(الفضل ۱۰۔ جنوری ۱۹۳۰ء)

---

[1] ابراھیم: ۸

۲ے انوار الاسلام صفحہ ۲۳، ۲۴ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۳، ۲۴

۳ے بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذ اخلیلا

۴ے اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۱ صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱ مطبوعہ بیروت لبنان